قرآنی طرز زندگی میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

عالیہ رباب[۱]

خلاصہ :

خداوند کریم نے انسان کو پاک فطرت پر پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ ہمیشہ ہر انسان پاک و اچھا ہی رہے لہٰذا اسی لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو لازم قرار دیا ہے اور قرآن چونکہ انسان کیلئے بہترین ''دستورِ حیات'' ہے۔ لہٰذا اسی لئے اگر ہم واقعاً اچھا معاشرہ تشکیل دینا چاہتے ہیں تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآنی طرزِ زندگی پر مشتمل ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو رائج کرنا نہایت ضروری ہے لہٰذا اس مقالے میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ کیسے قرآن کی نظر میں ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے آشنا ہو کر عمل پیرا ہوں۔

کلیدی کلمات: قرآنی زندگی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اہمیت

مفہوم شناسی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مفہوم

لغوی معنی :

لغت میں امر کے معنی "فرمان " یا " حکم " دینا ہے۔ نہی سے مراد " روکنا " اور " منع " کرنا ہے اور معروف یعنی پہنچانا ہوا "نیک، اچھا"۔ منکر سے مراد ناپسند، ناروا اور بد ہے۔[۲]

اصطلاحی معنی :

اصطلاح میں معروف ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو اطاعت پرورگار اس سے تقرب اور نیکی کے عنوان سے پہچانی جائے۔ اور ہر وہ کام جسے شارع مقدس خدا نے برا جانا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے اسے منکر کہتے ہیں۔[۱]

---

۱ ۔ بی ایس سٹوڈنٹس، جامعۃ المصطفیٰ، پاکستان

۲ مجمع البحرین کلمہ معروف و منکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت و افادیت :

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلامی قوانین میں سے دو اہم قانون دین میں سے ہیں۔ قرآن کریم ، علماء اور راہنماؤں نے اس فریضہ کے بارے میں کافی تاکید کی ہے۔ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دوسرے ادیان نے بھی اپنے تربیتی احکام کو جاری کرنے کیلئے ان کا سہارا لیا ہے۔ لہٰذا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں :

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انبیاء کی روش اور نیک کردار افراد کا شیوہ و طریقہ کار ہے۔" [٢]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی افادیت ایک فرد یا چند افراد تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک روشن مینار ہے جس کی روشنی چار سُو پھیلتی ہے ،انسانیت کو منزل کی راہ دکھاتی ہے اس کی ہمہ گیر افادیت کی بناء پر اِسے دوسرے اعمال پر فوقیت دی گئی ہے معصوم کا ارشاد ہے :

الامر بالمعروف افضل اعمال الخلق [٣]

"اعمال خلق میں بہترین عمل امر بالمعروف ہے۔"

ہر شخص کو بقدر امکان فرض ادا کرنا چاہیے۔ اگر قوت و طاقت رکھتا ہو تو زور بازو سے برائیوں کی روک تھام کرے اگر ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے کرے اور اگر زبان سے نہیں کر سکتا تو دل میں بُرا جانے۔

اسلام کا مقصد اوّلین :

نیکی کا حکم دینا امر بالمعروف اور برائی سے منع کرنا نہی عن المنکر کہلاتا ہے۔ یہ اسلام کا ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ کیونکہ اسلام کا مقصد اولین نیکی کا شیوع اور برائی کا انسداد ہے۔ اور اس مقصد تک پہنچنے کا یہی ذریعہ ہے کہ ہر شخص جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو نیکی کی راہ دکھائے اور برائی سے روکے تاکہ اسلامی خطوط پر ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔

---

[١] ایضا

[٢] -، محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعۃ، قم : مؤسسہ آل بیتؑ، چ: اول، ١۴٠٩ق، م، ص: ٣٩٥

[٣] عبد الواحد بن محمد تمیمی آمدی، محقق: سید مہدی رجائی، غرر الحکم و درر الکلم، چ: قم دار الکتاب الاسلامی، چاپ: ٢، تا: ١۴١٠ھ، ج: ٢، ص: ١٠١

امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے : غایۃالدین الامر بالمعروف و نھی عن المنکر[1] دین کا فرض و غایت یہ ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت قرآن کی روشنی میں :۔

قرآن کریم میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے :

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۔[2]

ترجمہ : دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ اہل کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں۔

اسی طرح اسی سورۃ میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے :

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [3]

ترجمہ : "اور تم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا بھی ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں۔ اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

آیت ۱۱۰ کے ضمن میں فرمایا گیا ہے :

فتنہ و فساد کا مقابلہ کرنے اور دعوت حق کی یاد دہانی اس آیت میں امر بالمعروف نہی عن المنکر اور خدا پر ایمان رکھنے کی دعوت کا اعادہ کیا گیا ہے اور جیسا کہ آیۃ ۱۰۴ کے ذیل میں کہا گیا ہے یہ آیۃ

---

[1] ایضا

[2] سورہ آل عمران، آیت : ۱۱۰

[3] سورہ آل عمران، آیت : ۱۰۴

بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک اجتماعی فریضہ کے طور پر بیان کرتی ہے جب کہ گذشتہ آیت نے اس کے ایک خاص مرحلہ کو بیان کیا تھا جو مخصوص اور واجب کفائی ہے۔

توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں کو بہترین امت کہا گیا ہے جسے انسانی معاشرے کی خدمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کی دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور خدا پر ایمان رکھتے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسانی معاشرے کی اصلاح ایمان، دعوت حق، فتنہ و فساد کا مقابلہ کیے بغیر ممکن نہیں۔ ضمنی طور پر اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ عظیم فرائض دین اسلام ہیں جو اتنی وسعت رکھتے ہیں کہ جو گذشتہ ادیان میں نہ تھی اور اس امت کا بہترین ہونا واضع ہے کیونکہ یہ آخری آسمانی دین کی حامل ہے۔ اور اس امت کے لوگوں کی خصوصیات میں ہے کہ:

۱۔ یہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی ہے۔

۲۔ یہ لوگوں کو برائی سے روکتی ہے۔

۳۔ یہ خدا پر ایمان کامل رکھتی ہے۔[۱]

صعدہ بن صدقہ کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پوری امت پر واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا! یہ صرف اس پر واجب ہے جو صاحب قوت ہو اور اس کی بات مانی بھی جاتی ہو اور جسے یہ بھی معلوم ہو کہ معروف کیا ہے اور منکر کیا ہے۔ جیسے معروف و منکر کا پورا علم ہی نہ ہو تو یہ فریضہ اس پر واجب نہیں ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنے خیال میں معروف کی دعوت دے رہا ہو اور در حقیقت وہ منکر کی طرف بلا رہا ہو۔ اور اگر پوری امت پر یہ چیز واجب ہوتی تو خداوند متعال یہ کبھی نہ کہتا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى ۔۔۔۔۔۔۔۔[۲]

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[۱]

---

[۱] ناصر مکارم شیرازی، مترجم: صفدر حسین نجفی، چ: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، تا: ۲۰۱۳ء، ج:۱، ص: ۲۵۳

[۲]

ترجمہ: کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اتنی زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اس آیت میں خدا فرما رہا ہے کہ سب سے پہلے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اپنی ذات سے شروع کرو پھر دوسروں کو اس کا حکم دو۔

اس آیت میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے لیکن حکم میں عمومیت پائی جاتی ہے اس آیت میں ان لوگوں کو سرزنش کی گئی ہے۔ جو لوگوں کو اچھے کاموں کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتے۔[2]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت احادیث و روایت کی روشنی میں:

معاشرے کے ہر بالغ اور عاقل شخص پر واجب ہے جو معروف اور منکر کو جانتا ہو چاہے وہ طالب علم ہو، استاد ہو، عالم ہو، تاجر ہو، مزدور ہو، کاریگر ہو، حاکم ہو، امیر ہو، غریب ہو، مرد ہو، عورت ہو سب پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے: کہ جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا: اسلام کے دس حصے ہیں اس کا ساتواں حصہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

"اللہ تعالٰی بے دین مومن کا دشمن ہے سوال کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مومن بھی بے دین ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مسلمان جو امر بالمعروف نہ کرے وہ بے دین ہے۔"[1]

---

[1] سورہ بقرہ، آیت: ۴۴

[2] محدث عبد علی بن جمعۃ العروسی الحوزی، مترجم: محمد حسن جعفری، تفسیر نور الثقلین، بی چ، تا: ۲۰۰۶، ج: ۲، ص: ۱۶۶

[3] محسن علی نجفی، الکوثر فی التفسیر القرآن، چ: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، تا: اپریل ۲۰۰۴، ج: ۱، ص: ۲۸۷

امام رضاؑ سے منقول ہے:

"تمہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چاہیے اگر تم ایسے نہیں کرو گے تو تم پر برے لوگ مسلط ہو جائیں گے پھر تمہارے نیک لوگ جتنی دُعائیں کریں گے قبول نہیں ہو نگی"[2]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

كلم راع وكلكم مسول عن رعتبه [3]۔

امام علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"نیکی کا حکم دینا مخلوق کا بلند ترین عمل ہے۔[4]"

ایک اور جگہ حضرتؑ کا ارشاد ہے:

الا مر بالمعروف افضل اعمال الخلق

"اعمال خلق میں بہترین عمل امر بالمعروف ہے۔"[5]

امیر المومنینؑ نے فرمایا:

من ترک انكار المنكر تعليه ديده ولسانه فهوميت بين الاحياء

"جو شخص دل ہاتھ اور زبان سے نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہ دے وہ زندوں میں چلتی پھرتی لاش ہے۔"[6]

قلبی تنفر اگرچہ نہی عن المنکر کا ادنی درجہ ہے مگر یہ بھی اثر انداز ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی کے احساسات مردہ نہ ہوں تو دوسروں کی پیشانیوں پر شکنیں اور ان کا تنفرانہ رویہ دیکھ کر اپنے اندر محاسبہ کا ایک جذبہ پیدا کرتا ہے۔ جو ایک وقت میں اسے برائیوں سے دستبردار ہونے پر آمادہ

---

[1] کتاب اسلامی مصارف ص: ۴۰۳، تحریر: شیعہ تحقیق جامعہ مظہر الایمان ڈھڈیال چکوال، سن اشاعت: جون ۲۰۱۳ء ناشر: مکتبہ الرضا لاہور

[2] ایضا

[3] کتاب بحار الانوار ج ۷۵ ص ۸۳، مفسر علامہ مجلسی

[4] کتاب: اقوال امام علیؑ، ص ۷۵/ حصہ اول دوم، مترجم حجتہ السلام علامہ نثار احمد زین پوری سال اشاعت ۲۰۱۶، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

[5] کتاب شرح آقا حجا جوانساری بر غرر الحکم ودرر الکلم / ج ۲، ص ۱۰۱، مصنف آقا جمال خوانساری محمد بن حسین، ناشر دانشگاہ تہران، اشاعت ۱۳۶۶ ئ

[6] کتاب المقنعۃ ج اول ص ۸۔۸، مصنف: مفید محمد بن محمد، ناشر: کنگرہ جھانی ہزارہ شیخ مفیدؒ، اشاعت: قم ۱۴۱۳ق

کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر امیر المومنینؑ نے عصیان کاروں سے خندہ رویت و کشادہ پیشانی سے پیش آنے سے منع فرمایا تاکہ ان کا ضمیر انہیں جھنجھوڑے اور ان کے اندر گناہ کے ارتکاب کی جرات و جسارت نہ بڑھے۔ حضرتؑ کا ارشاد ہے:

ادنی الانکار ان تلقی اھل المعاصی بوجوہ مکفھرہ [1]

"ہر شخص کو بقدر امکان یہ فرض ادا کرنا چاہیے اگر قوت و طاقت رکھتا ہو تو زور بازو سے برائیوں کی روک تھام کرے اگر ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہیں تو زبان سے منع کرے۔"

نہی عن المنکر کا ادنی درجہ یہ ہے کہ بدکرداروں سے تیوریاں چڑھا کر پیش آؤ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فائدہ ہی کیا۔ جب کہ ہر شخص اپنے افعال و اعمال کا خود جواب دہ ہے۔ اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے اور کوئی برے کام کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ خود ہی اس کی پاداش سے دوچار ہوتا ہے ہمیں نہ کسی کے اچھے کاموں سے فائدہ پہنچتا ہے اور نہ کسی کے برے کاموں سے نقصان۔ لہٰذا کسی کو اچھائی کا حکم دے کر یا برائی سے منع کر کے اس کے کاموں میں دخل انداز ہونے اور اس کی خفگی و ناراضگی مول لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ نظریہ سراسر غلط ہے اس لیے کہ ایک غلط معاشرے میں انسان خود بھی بے راہ ہوئے بغیر نہیں رہتا اور اگر برائیوں کی آلودگیوں سے پاک و صاف رہنا بھی چاہے تو اس کے لئے معاشرے کے گرد و پیش کے اثرات سے بچ نکلنا انتہائی مشکل ہوگا اس لیے کہ اچھی زندگی اچھے ماحول سے پروان چڑھتی ہے اور غیر اخلاقی ماحول میں اخلاقی زندگی کی سانس اکھڑ جاتی ہے اور اچھا معاشرہ اس صورت میں تشکیل پذیر ہو سکتا ہے۔

چنانچہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے:

لا تترکو الا مر بالمعروف والنھی عن المنکر فیولی اللہ امورکم شرارکم ثم تدعون فلا یستجاب لکھم دعاکم ۔[2]

---

[1] کتاب کافی (ط۔ دار الحدیث) ج: ۹ ص ۴۹۴، مصنف: کلینی محمد بن یعقوب، ناشر: دار الحدیث، مکان چاپ: قم، سال چھاپ: ۱۴۲۹ق

[2] مستدرک الوسائل

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ترک نہ کرو، ورنہ تم میں سے بدترین لوگوں کو تم پر اللہ مسلط کر دے گا۔ پھر دُعائیں مانگتے رہو گے اور تمہاری دُعائیں شرف قبولیت حاصل نہ کریں گی"

مولا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خوبصورت مثال میں معاشرے کو ایک کشتی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں" اگر کشتی میں سوار افراد میں سے کوئی یہ کہے کہ کشتی میں میرا بھی حق ہے لہٰذا میں اس میں سوراخ کر سکتا ہوں اور دوسرے مسافرین اس کو اس کام سے نہ روکیں تو اس کا یہ کام سارے مسافروں کی ہلاکت کا سبب بنے گا اس لئے کہ کشتی کے غرق ہونے سے سب کے سب غرق اور ہلاک ہو جائیں گے اور اگر دوسرے افراد اس کام سے روک دیں تو وہ خود بھی نجات پا جائے گا اور دوسرے مسافرین بھی۔"[1]

اسلام صرف انسانوں کے متعلق ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم نہیں دیتا بلکہ جانوروں کے سلسلہ میں بھی اس کو اہمیت دی گئی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں :

"نبی اسرائیل میں ایک بوڑھا عابد نماز میں مشغول تھا کہ اس کی نگاہ دو بچوں پر پڑی جو ایک مرغے کے پر کو اُکھاڑ رہے تھے عابد ان بچوں کو اس کام سے روکے بغیر اپنی عبادت میں مصروف رہا خداوند عالم نے اسی وقت زمین کو حکم دیا کہ میرے اس بندے کو نگل جا۔"[2]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور سید الشھداؑ :

سید الشھداؑ کے مقدس قیام کے لئے ایک اہم تفسیر یہ ہے کہ یہ قیام فقط امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے کیا گیا اس کے علاوہ دیگر عوامل یا سرے سے بے تاثیر ہیں، یا پھر ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ اس قیام کا سبب امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ اس کی تشریح میں یہ کہا گیا ہے کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں امر بالمعروف کو امت اسلامیہ کی برجستہ صفت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :

[1] صحیح بخاری، ج ۲ ص ۸۸۷

[2] کتاب بحار الانوار ج ۹۷ ص ۸۸ (مفسر علامہ مجلسی)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [1]

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہوں۔

اسلامی شریعت کی رو سے امر بالمعروف واجبات میں سے ہے بلکہ روایات میں تو یہاں تک بیان ہوا ہے کہ امر بالمعروف سب سے اساسی فریضہ ہے اگر یہ فریضہ قائم ہو گیا تو سارا دین قائم ہو سکتا ہے اگر یہ ترک ہو جائے تو سارا دین ترک ہو جائے گا۔ غرضیکہ امر بالمعروف ان جملہ واجبات میں سے ہے جن پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اگر یہ فریضہ ترک ہو جائے تو امت اور سماج کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

منکرات کے واجبات اور مراتب ہیں۔ معمولی منکرات روز مرہ فردی زندگی میں انجام پانے والے مفاسد ہیں۔ لیکن سب سے بڑا منکر ظلم و ستم، قتل و غارت گری، دین کی تضحیک اور اصل ایمان کی ہلاکت و حرمت ہے اس دنیا میں یزید سب سے بڑا منکر تھا اسی وجہ سے سید الشہداؑ نے فرمایا:

"افضل جہاد" سلطان جور کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔[2]

امامؑ نے دیکھا کہ منکرات اسلامی معاشرے میں عام ہو رہے ہیں شرابی و کبابی حکمران برسر اقتدار ہے جو کھلم کھلا دین کا مذاق اُڑاتا ہے۔ امامؑ نے ولید کے دربار میں یزید کے بارے میں فرمایا کہ:

یزید رجل فاسق شارب الخمہ قاتل النفس المعترمه معلن بالفسق [3]

"یعنی یزید ایک فاسق و فاجر انسان ہے شراب پیتا ہے بے گناہ افراد کا قتل کرتا ہے اور کھلم کھلا فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے۔"

آپؑ نے دوسرے مقام فرمایا کہ:

وعلى الاسلام السلام اذا بليت الامة براع مثل يزيد ۔

"اور جب معاشرہ یزید جیسے حکمران میں مبتلا ہو تو پھر اسلام کی فاتحہ پڑھ دو۔"

---

[1] سورہ آل عمران، آیت: ۱۱۰

[2] الواعج الاشیحان، مصنف السید محسن الامین، جلد ۱، صفحہ ۳۴

[3] الشیخ جواد محدثی، جلسہ ۱ صفحہ ۷ ۶۴، الا استفادہ من عاشورائ

اگرایک معمولی انسان بھی منکرات کو دیکھ کر ان سے منع نہ کرے تو بھی یہ بات قابل مذمت ہے یہاں تک کہ امام معصومؑ اپنی آنکھوں سے ان منکرات کی ترویج ہوتی دیکھیں اور نہی عن المنکر نہ کریں یہ ناممکن ہے۔

یزید سراپا منکرات تھا اس کے مقابلے حسینؑ ابن علیؑ جیسی عظیم ہستی تھی حتیٰ کہ مولاؑ نے فرمایا:

"مجھ جیسا تجھ جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے درجات و مراحل:۔

پہلا درجہ:

نیکی کو ترک اور برائی پر عمل کرنے والے شخص سے قلبی طور پر اظہار ناپسندیدگی کرنا۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ گناہگاروں سے ترش روئی کے ساتھ ملیں۔[1]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے کسی شہر کے لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے دو فرشتے بھیجے جب وہ اس شہر میں پہنچے تو انہوں نے ایک عابد کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا اے پالنے والے! تیرا فلاں بندہ تو عبادت میں مشغول ہے ہم کیسے اس شہر پر عذاب نازل کریں۔ ارشاد ہوا: اس شخص کی پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ اس نے کبھی ہماری خوشنودی کے لئے غصہ نہیں کیا اور گناہ گاروں سے کبھی ترش لہجے اور سختی سے پیش نہیں آیا۔"[2]

دوسرا درجہ:

زبان سے اظہار ناپسندیدگی کرنا:۔ شروع میں وعظ و نعمت پر اکتفا کرنا چاہیے دعوت دیتے وقت حکمت کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضر ہارونؑ کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا: ''تم دونوں فرعون سے نرم گفتگو کرو۔ شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرلے یا ڈر جائے۔

[1] کتاب: اسلامی مصارف ص ۶۰۳، تحریر: شعبہ تحقیق جامعتہ مظہر ایمان ڈھڈیال چکوال سن تحریر: جون ۲۰۱۳ء، ناشر مکتبہ الرضا لاہور

[2] ایضا

اگر یہ طریقہ موثر نہ ہو تو پھر سخت انداز سے گفتگو کی جائے۔البتہ گفتگو کی نرمی اور سختی میں بھی درجات کا خیال رکھا جائے۔

تیسرا درجہ:

جسمانی سزا دینا تاکہ وہ گناہ سے بچ جائے۔ یہ فقط مجتہد عادل کی اجازت پر موقوف ہے۔ البتہ بچوں کو تھوڑی بہت سزا دینے کی اجازت ہے تاکہ وہ برے کام سے رک جائیں بہرحال جو مرتبہ بھی موثر ہو اسی کے ذریعے نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے روکا جائے۔ پھر ان تین درجات میں ہر درج کے مراتب ہیں جن کو مد نظر رکھا جائے۔

جس طرح واجب کے ترک اور حرام کے ارتکاب پر نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنا واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح مستحب کام کے ترک اور مکروہ کام کے ارتکاب کرنے والے شخص کو نیکی کی دعوت دینا مستحب ہے۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والی باکردار جماعت بلند ہمتی اور پختہ عزم کے ساتھ اور کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ کیے بغیر میدان میں اترے جو واجب و مستحب کی ردا کو زیب تن کیے ہوئے ہوں اور حرام اور مکروہ کے ردا اپنے بدن سے اتار پھینکیں۔ اخلاق حسنہ سے آراستہ ہوں اور اخلاق رزیلہ سے اپنے آپ کو پاک رکھے ہوئے ہوں اور اس عملی فریضے کو مواعظ حسنہ اور حکمت کے ساتھ انجام دیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط:

ا۔ضروری ہے کہ نیکی کی دعوت دینے والا اور برائی سے روکنے والا یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کا مخاطب جس شے کو ترک کر رہا ہے وہ ضروریات دین میں سے ہے۔یعنی وہ ایسا کام ہے یا ایسا عمل ہے جس پر تمام مجتہدین متفق ہیں۔اور وہ عمل جسے بجالا رہا ہے اس کے ترک کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔ یعنی اسے معلوم ہو کہ یہ کام معروف ہے۔اور شریعت میں اس کا بجالا نا ضروری ہے۔اور یا یہ منکر ہے یعنی شریعت نے اس کے بجالانے کو حرام قرار دیا ہے۔

۲۔ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کے اثر کا غالب گمان ہو۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ مخاطب پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا تو اس پر امر بالمعروف کرنا واجب نہیں ہے۔

۳۔ نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنے والے شخص یا کسی اور مسلمان کو اس عمل سے ضرر یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

۴۔ نیکی کے ترک کرنے اور برائی کے انجام دینے پر وہ مصر ہو۔ اگر اگر کسی شخص سے ایک ہی مرتبہ کوئی واجب ترک ہو گیا ہو یا کسی برائی کا ارتکاب ہوا ہو جو ایسے شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے۔[1]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کا نقصان:۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے سے صرف ایک فرد کو نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کا اثر معاشرے پر پڑ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا عمومی عذاب اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔"[2]

امام علیؑ حسنینؑ شریفین کو وصیت فرماتے ہیں کہ:

"نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ تم پر بدکار مسلط ہو جائیں گے پھر دُعا مانگو گے تو وہ قبول نہ ہو گی۔"[3]

"معصومؑ کا فرما ہے: حق کے خلاف جتنی دیر سے اُٹھو گے اتنی ہی زیادہ مصیبتیں برداشت کرنا پڑے گی۔"[4]

خداوند متعال نے ایسی نبیوں کی اُمتوں پر بھی عذاب نازل کیا جن میں نیک و عابد لوگ تھے ان کے متعلق سوال کیا گیا تو خدا نے فرمایا بے شک وہ نیک تھے لیکن وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے تھے اس وجہ سے عذاب کے سزاوار ہوئے۔

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے سے نعمات سلب ہو جاتی ہیں۔"[1]

---

[1] تالیف: شعبہ تحقیق جامعۃ المظہر الایمان، اسلامی معارف، چ: مکتبتا لرضا لاھور، تا: ۲۰۱۳، ص: ۳۰۵

[2] نام کتاب: منتخب میزان الحکمہ ج دوم ص ۲۳۸، تالیف، آیۃ اللہ محمد ای شہری، رقم: علامہ محمد علی فاضل جامعۃ الکوثر اسلام، ناشر: مصباح القرآن، تاریخ اشاعت: جنوری ۲۰۱۶ء

[3] ایضا

[4] ایضا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اثرات و فوائد :

ان الٰہی ذمہ داریوں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر " کی اجتماعی امن و امان ، نفاذ و اجرا ء قوانین ، منکرات کے خلاف جنگ ، جرائم اور قیدیوں کی تعداد کم ہونے اور تمدن اجتماعی کی ترقی میں مدد گار ہوئے ہیں۔ تاثیر (اثر اندازی) نا قابل انکار ہے۔ اور تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو معاشرہ ان دو ذمہ داریوں کی شعوری اور صریح طور پر انجام دے وہ پاک صاف اور امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا اور وہ لوگ جو ان دو ذمہ داریوں سے غفلت برتتے ہوئے انہیں فراموش کر دیں اور جرائم اور گناہوں کے معاملے میں الگ تھلگ رہیں۔ منحوس نتائج و عواقب سے روبرو ہوں گے اور ظلم و فساد اور فحاشی وغیرہ ان کے گھروں میں بھی داخل ہو جائیں گے اور ایسے معاشرے میں کوئی شخص امن محسوس نہیں کر پائے گا اور بالکل ویسے ہی جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

" مصیبت اور عذاب الٰہی ان کے دامن گیر ہو جائے گا۔ " [2]

لہٰذا ان دو اہم اجتماعی ذمہ داریوں کو نافذ کرنے سے معاشرے پر بہت اچھے اثرات پڑتے ہیں اور معاشرہ کو ظاہری و باطنی کثافتوں سے پاک کر دیتے ہیں۔

احکام کے نفاذ اور اسلامی تعلیمات کی حفاظت میں بالمعروف و نہی عن المنکر کا کردار :

قرآن مجید امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک عمومی حکم کے طور پر بیان کرتا ہے اور اسے امت اسلامی کی ایک اہم خصوصیت قرار دیتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ فریضہ سابقہ اُمتوں میں موجود نہیں تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ امت اسلامی میں اس کو اصل اور رکن رکین (یعنی مستحکم قاعدے اور رکن) کی حیثیت دی گئی ہے۔ ارشاد ہے " تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے خلق کیا گیا ہے کیونکہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے اور خدا پر ایمان رکھتے ہو "

کنتم خیر امۃ اخرجت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ [1]

---

[1] کتاب : تفسیر نور الثقلین ج ۴، ص ۱۷۳، مفسر : محدث عید علی بن جمعتہ العروسی الحویزی، مترجم : حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری، اشاعت سوئم : ۲۰۱۲ء، پروف ریڈنگ : خادم العماء خادم حسین جفی، نظر ثانی : حجۃ السلام علامہ ریاض حسین جعفرہ

کتاب : پیام قرآن، ج : ۱۰، ص : ۱۲۷، مولف : آیت اللہ ناصر حکارم شیرازی، مترجم : مولانا شیخ افتخار حسین جعفری، ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ایڈیشن : چہارم [2]

قرآن کریم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایک خصوصیت کے طور پر متعارف کراتا ہے جس کے باعث اسلام عالی ترین دین اور امت اسلامی ایک مثالی اُمت قرار پاتی ہے اور دوسری طرف سے ان دونوں ذمہ داریوں کو خدا پر ایمان سے پہلے ذکر کرتا ہے اور یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ جب تک یہ فریضہ اسلامی اصولوں کے طور پر عوام الناس میں نافذ نہ ہو لوگوں کے ایمان کی بقا کی بھی ضمانت فراہم نہیں ہوتی۔

مسلمان اس وقت جہاں میں موجود ہم امم (اُمتوں) کی قیادت و راہنمائی کر سکتے ہیں اور دنیا انکے وجود سے خیر و برکت حاصل کر سکتی ہے۔ جب وہ ان دو عظیم ذمہ داریوں کو عمومی سطح پر جاری کریں۔

دوسرے الفاظ میں امت اسلامی کے ایک ایک فرد پر لازم ہے کہ وہ اس امر (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرے جب کہ اس کے برعکس آج کی دنیا میں فتنہ و فساد سے نبرد آزما ہونا اور اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی دعوت دینا فقط حکومت و محمورین کے ذمہ ہے اور باقی لوگ اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں اور اجتماعی و معاشرتی مسائل کے مقابلے میں خود کو غیر جانبدار سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان یہ کہتے ہوئے نظر آتا ہے کہ یہ (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) ایک عمومی ذمہ داری ہے جس کے دائرے میں چھوٹے بڑے پیر و جوان عورت، مرد عالم و جاہل سبھی آتے ہیں لفظ معروف (جانا پہنچانا) اور منکر (انجانا) پر اعتماد بھی قابل توجہ ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک طرف سے ظاہر کرتا ہے کہ واجبات و محرمات ایسی چیزیں ہیں جنہیں انسان کی عقل و روح بخوبی پہنچانتی ہے۔ لہٰذا انسان واجبات سے محبت کرتا ہے جب کہ منکرات اور محرمات اس کے لئے انجانی اور باعث نفرت چیزیں ہوتی ہیں۔

دوسری طرف سے یہی واضح ہے کہ اگر ان دو فریضوں کو بھلا دیا جائے اور معاشرے کو منکرات (پر عمل کرنے) کی عادت پڑ جائے اور اہل معاشرہ اچھائیوں، اور اعمال معروف کو ترک کر دیں تو معروف ان کی نظر میں منکر اور منکر معروف میں تبدیل ہو جائے گا اور یہ ایک عظیم خسارہ ہے۔

[1] سورہ آل عمران، آیت: ۱۱۰

امر بالمعروف و نہی عن المنکر عظیم ذمہ داری:

روایات و احادیث میں بھی اس اہم ذمہ داری کو انجام دینے کی غیر معمولی انداز میں تاکید کی گئی ہے اور اسے تمام فرائض الٰہی کے اجراء و نفاذ کا ضامن امن و امان اور عدل و انصاف کے پھیلنے اور رائج ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

"جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خدا کی زمین پر اس کا خلیفہ ہے۔ اسی طرح وہ رسول خداﷺ اور کتاب خدا کا بھی خلیفہ ہے۔"[1]

ایک معروف حدیث میں امام علیؑ فرماتے ہیں:

"تمام نیک اعمال بشمول جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے آب ذہن (لعاب دہن) کے مقابلے میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔"[2]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں واضح طور پر ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا مولا! (من خیر الناس) کون سب لوگوں سے معتبر ہے۔ مولا نے فرمایا:

امر هم بالمعروف انها عن المنکر واتقاهم لیلته وارضاهم

"وہ شخص جو سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وظیفہ انجام دے اور سب سے زیادہ متقی اور خدا کی رضا پر راضی ہو۔"[3]

قرآن میں معروف و منکر کے وسیع دائرے:

قرآن کی نظر میں معروف و منکر کیا ہے؟

معروف و منکر صرف جزئی اُمور ہی میں محدود نہیں بلکہ ان کا دائرہ بہت وسیع ہے معروف ہر اچھے اور پسندیدہ کام اور منکر ہر بُرے کام اور ناپسندیدہ کام کو شامل ہے۔

دین اور عقل کی نظر میں بہت سے کام معروف اور پسندیدہ ہیں جو کہ قرآن پاک میں بھی بیان ہوئے ہیں جیسے:

---

[1] مجمع البیان ذیل آیۃ ۱۰۴۔ ال عمران ج ۲، ص: ۴۸۴

[2] نہج البلاغہ کلمات حصار ۳۷۴

[3] وسائل الشیعۃ ج: ۱۱، ص: ۴۰۷، باب: ۳، ابواب امر بہ معروف و نہی از منکر

نمازاور دوسرے فروع دین، سچ بولنا، وعدہ کو وفا کرنا، صبر واستقامت، فقراء اور ناداروں کی مدد، عفو در گذر، امید و رجا، راہ خدا میں نفاق، صلہ رحمی، والدین کا احترام، سلام کرنا، حسن خلق، اور اچھا برتاؤ، علم کو اہمیت دینا، ہم نوع پڑوسیوں اور دوستوں کے حقوق کی رعایت، حجاب اسلامی کی رعایت، طہارت و پاکیزگی، کام میں اعتدال اور میانہ روی اور دیگر سیکڑوں نمونے۔

اس کے مقابلے میں بہت سے ایسے اُمور پائے جاتے ہیں جنہیں دین عقل و قرآن نے منکر اور ناپسندیدہ شمار کیا ہے۔ جیسے ترک نماز، روزہ نہ رکھنا، حسد، کنجوسی، جھوٹ، تکبر، غرور، منافقت، عیب جوئی اور تجسّس، افواہ پھیلانا، چغلخوری، ہواپرستی، برا بھلا کہنا، جھگڑا کرنا، نا امنی پھیلانا، اندھی تقلید، یتیم کا مال کھانا، ظلم اور ظالم کی حمایت کرنا، مہنگا بیچنا، سود خوری، رشوت لینا، انفرادی اور اجتماعی حقوق کو پامال کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نتیجہ:

اس مقالے میں کی گئی بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآنی طرزِ زندگی کو اپنی زندگیوں میں رائج کرنا چاہیں تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو لاگو کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جب اچھائیوں کا شوق نہ دلایا جائے اور برائیوں سے نہ روکا جائے تو پورا معاشرہ پستی کے گڑھے میں گر جاتا ہے اور معاشرہ کی بھلائی اور اس کی سلامتی ناپید ہو کر رہ جاتی ہے اور قرآنی طرز زندگی کا تشکیل دینا ایسے معاشرے میں ناممکن ہو جاتا ہے لہٰذا قرآن مجید نے بھی اس عظیم فریضے کو مختلف انداز میں بار بار انجام دینے کی ترغیب دلائی ہے

خداوند کریم ہم سب کو حقیقی معنوں میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے اور امام زمانہؑ کے لئے زمینہ فراہم کرنے میں زیادہ سے زیادہ کاوش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

فہرست منابع

۱۔کتاب شرح آقا جمال خوانساری بر غرر الحکم ودرر الکلم ، مصنف آقا جمال خوانساری محمد بن حسین ، جلد ۴، ص ۱۰۱، محقق حسینی ارموی معدث جلال الدین ، تعداد جلد ۷ ، ناشر : دانشگاہ تہران ، مکان چاپ : تہران، سال چاپ : ۱۳۶۶ش
۲۔کتاب الوافی : مصنف : فیض کاشانی ، محمد محسن بن شاہ مرتضی ، موضوع : جوامع اوالی ، ناشر : کتابخانہ امام امیر المومنینؑ، مکان چاپ : صفھان ، سال چاپ : ۱۴۰۶ق ، ج ۱۵ ص ۱۷۷
۳۔کتاب : مجموعۃ ورام ، مصنف : ورام بن ابی خراس مسعود بن عیسی ، موضوع : اخلاق ، ناشر : مکتبہ خفیہ ، مکان چاپ : قم ، سال چاپ : ۱۴۱۰، ج: ۴، ص ۱۴۱ ۲، الجزاثانی
۴۔کتاب : مشکاۃ الانوار فی غرار اخبار ، مصنف : طبرسی علی بن حسن ، ناشر : المبکۃ العیدریۃ ، مکان چاپ : نجف ، سال چاپ : ۱۳۸۵/۱۹۶۵/۱۳۴۴ش ، النص : ص ۴۵
۵۔کتاب : المقنحۃ ، مصنف : مفید محمد بن محمد ، ناشر : کنگرہ جھانی ہزارہ شیخ مفید ، مکان چاپ : قم ، سال چاپ : ۱۴۱۳، نوبت چاپ : اول : ج اول : ص ۸۰۸
۶۔کتاب : تہذیب اخطام (تحقیق خرسان) ، مصنف : طوسی محمد بن الحسن ، محقق : خرسان حسن الموسوی ، ناشر : دار الکتب الاسلامیہ
مکان چاپ : تھران ، سال چاپ : ۱۴۰۸ق ، ج ۲، ص ۱۸۱
۷۔کتاب : کافی (ط۔ دار الحدیث) مصنف : کلینی محمد بن یعقوب ، محقق : دار الحدیث ، ناشر : دار الحدیث ، مکان چاپ : قم ، سال چاپ : ۱۴۲۹ق ، ج : ۹، ص : ۴۹۴
۸۔کتاب وسائل الشعۃ ، مصنف : شیخ عر فاملی محمد بن حسن ، محقق : موسسۃ ال البیتؑ ، ناشر : موسسۃ ال اسیہ ، مکان چاپ : قم ، سال چاپ : ۱۴۰۹ق ، ج ۱۶، ص : ۱۴۳
۹۔ تفسیر نمونہ ، ج اول ، ص : ۲۵۳، ترجمہ علامہ سید صفدر حسین نجفی ، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ، زیر نظر : آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی
۱۰۔کتاب فیضان الرحمٰن ، ج ۲ ، ص : ۴۷، مصنف : آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی دام ظلہ ، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ، سال اشاعت : ۲۰۱۵ء
۱۱۔کتاب تفسیر نور الثقلین ، ج : ۲ ، ص : ۱۶۶، مفسر : محدث عید علی بن جمعۃ العروسی الحوزی ، مترجم : حجۃ الاسلام محمد حسن جعفری ، اشاعت : فروری ۲۰۰۶ء

۱۳۔ کتاب : الکوثر فی تفسیر القرآن ، ج: اول ، ص: ۷۸۲، مفسر: محسن علی نجفی ، ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ، اشاعت سال : ربیع الاول : ۱۴۲۵/اپریل ۲۰۰۴

۱۴۔ کتاب اسلامی معارف ، ص: ۴۰۳، تحریر شعبہ تحقیق جامعہ مظہر الایمان ڈھنڈیال چکوال ، سن اشاعت : جون ۲۰۱۳ء ، ناشر : مکتبہ الرضا لاہور

۱۴۔ کتاب اقوال امام علیؑ ، ص: ۷/۵۷ حصہ اول و دوئم ، مترجم : حجتہ السلام علامہ نثار احمد زین پوری ، سال اشاعت ۲۰۱۴ء ، ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

۱۵۔ الوائج الاشیجان ، مصنف : السید محسن الامین ، جلد ا ، ص: ۳۲، مشیر الاحزن ، ص: ۱۰

۱۶۔ موسوعۃ جواد محدثی ، ج : اول ، ص: ۶۴۷، الاستفادۃ من عاشوراء

۱۷۔ کتاب منتخب میزان الحکمت ، ج : دوم ، ص: ۲۳۸، تالیف : آیۃاللہ محمد ری شیری ، مترجم : علامہ محمد علی فاضل جامعۃالکوثر اسلام آباد
ناشر : مصباح القرآن ، تاریخ اشاعت : جنوری ۲۰۱۶ء

۱۸۔ کتاب : تفسیر نور الثقلین ، ج: ۴ ، ص: ۱۷۳، مفسر : محدث عید ولی بن جمعۃ العروسی الحویری ، مترجم : حجتہ السلام علامہ محمد حسن جعفری ، اشاعت سوئم : ۲۰۱۲ء ، نظر ثانی : حجتہ السلام علامہ ریاض حسن جعفری ، پروف ریڈنگ : خادم العماء خادم حسین جعفری

۱۹۔ کتاب پیام قرآن ، ج: ا ، ص: ۱۷۲، مولف : آیۃاللہ ناصر مکارم شیرازی ، مترجم مولانا شیخ افتخار حسن جعفری ، ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ، ایڈیشن : چہارم

۲۰۔ اقوال امام علیؑ معہ اول ، دوئم ص : ۵۷ ، مترم : حجتہ السلام علامہ نثار احمد زین پوری ، سال اشاعت : ۲۰۱۶ء ، ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

۲۱۔ مقتل عوالم ، ص: ۳۵

۲۲۔ لھوف سید ابن طاؤس ، ص: ۲۰

۲۳۔ مسنحنان حسین بن علیؑ ، ص: ۶۱

۲۴۔ مجمع البحرین کلمہ معروف و منکر ، وسائل الشیعہ

۲۵۔ قرآن ، ال عمران ۱۰۴۔۱۱۰

۲۶۔ بحار الانوار ، ج :۔۔۔ ، ص : ۸۳، مفسر علامہ مجلسی

۲۷۔ مستدرک الوسائل ، صحیح بخاری ، ج : ۴، ص : ۷۸۸